حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق

(استاذ ادبیات عربی دہلی یونی ورسٹی)

(۲)

۳- خالد بن ولید کے نام

حضرت ابوبکر نے ذوالقصّہ میں جب گیارہ محاذ بنائے تو پہلا اور اہم ترین محاذ طُلیحہ اور اُس کے حلیفوں کے خلاف تھا، اس محاذ کا سالار خالد بن ولید کو مقرر کیا گیا۔ اِن کو حکم تھا کہ پہلے طیّ، پھر حلفائے طلیحہ اور آخر میں بُطاح جا کر طُلیحہ کو مسلمان بنائیں، پھر مالک بن نویرہ کو راہِ راست پر لائیں اور جن جن قبائل میں مسلمانوں کو جلایا یا قتل کیا گیا تھا اِن سے قاتلین کو طلب کر کے موت کی سزا دیں۔ اِس وقت طُلیحہ اپنے علاقہ کے بُزاخہ نامی تالاب پر خیمہ زن تھا کئی طاقتور قبیلے۔ غطفان، طیّ، فزارہ، جدیلہ، عبس و ذُبیان اس کے ساتھ تھے، حسبِ حکم خلیفہ خالد فوج لے کر طیّ کی طرف نکلے، جن کے گاؤں مدینہ کے شمال مغرب میں پچاس میل دور دو[2] پہاڑوں کے وسط میں آباد تھے۔ حاتم طائی کا لڑکا عدی مخلص مسلمان، بیدار ہوش انسان اور اپنے قبیلہ کا بارسوخ سردار تھا، اس نے اس دانائی سے کام کیا کہ قبیلہ طیّ طُلیحہ کے حلف سے نکل آیا، اور ایک دوسرا طاقتور قبیلہ جدیلہ ہزار سواروں کے ساتھ طُلیحہ سے الگ ہو گیا۔ طُلیحہ اپنے قبیلہ بنو اسد اور اپنے حلفا عبس، ذبیان اور غطفان کے ساتھ بزاخہ میں رہ گیا، پھر بھی اس کے اور اس کے ساتھیوں کے حوصلے بلند تھے، مسلم و مرتد

صف آرا ہوئے، سخت رن پڑا، طُلیحہ شکست کھا کر شام بھاگ گیا، اس کے حلیف قبیلے چار و ناچار مسلمان ہو گئے، خالد نے اس وقت تک ان کا اسلام قبول نہ کیا جب تک انھوں نے اپنے اپنے قبیلوں کے وہ لوگ اس کے حوالہ نہ کر دیئے جنھوں نے مسلمانوں کو جلایا یا قتل کیا تھا، ان کو بڑے عبرتناک طریقہ سے ہلاک کیا گیا۔ اپنی فتح، مرتد قبائل کے اسلام اور قاتلین کے قصاص کی اطلاع خالد نے خلیفہ کو دی تو یہ خط موصول ہوا:

"یہ کامیابیاں خدا کرے مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ ہوں۔ اپنے سارے کاموں میں خدا سے ڈرتے رہو، خدا ان لوگوں کا ساتھ دیتا ہے، جو اس سے ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں (فان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون قرآن) اسلام کی سربلندی اور ارتداد کے قلع قمع میں پوری تن دہی سے کام لو، ذرا بھی تساہل نہ ہونے پائے، جس شخص نے کسی مسلمان کو مارا ہو اور وہ تمھارے ہاتھ لگ جائے تو اس کو ضرور قتل کر دو، اور اس طرح قتل کرو کہ دوسرے عبرت پکڑیں۔ وہ لوگ جنھوں نے خدا کے حکم سے سرتابی کی ہو اور اسلام کے دشمن ہوں، ان کے قتل سے اگر اسلام کو فائدہ پہنچتا ہو تو قتل کر سکتے ہو۔" سیف بن عمر۔ طبری ۲/۲۲۳

الکتفاء (مخطوط) میں شریک فزاری کی سند پر جو خط بیان ہوا ہے وہ سیف بن عمر کے مذکورہ بالا مراسلہ سے لفظاً و معنیً ہر دو اعتبار سے مختلف ہے، لفظی اختلاف تو زیادہ درخور اعتنا نہیں پر دونوں کا معنوی اختلاف بہت اہم ہے۔ سیف بن عمر کی رائے میں خالد کو خلیفہ نے دو بڑے کام سونپے تھے، ایک طُلیحہ اور اس کے حلیفوں کو ترکِ ارتداد کی دعوت دینا اور اگر نہ مانیں تو ان سے لڑنا، اور دوسرا ان مسلمانوں کا بدلہ لینا جن کو طلیحہ کے دوست اور متحالف قبیلوں میں بڑی بے دردی سے قتل کرایا گیا تھا، ان دونوں کاموں کی انجام دہی کے بعد ان کو حکم تھا کہ نئی ہدایات کا انتظار کریں، سیف نے دوسرے شیوخ سے ایک

اور روایت بیان کی ہے جس کی رو سے خالد کے ذمہ تیسرا کام بُطاح جاکر بنو حنظلہ (تمیم کی ایک شاخ) کے سردار مالک بن نویرہ کی خبر لینا تھا، مالک نے زکاۃ نہیں دا کی تھی اور اسلام سے ان کی وفاداری مشتبہ ہو گئی تھی۔ کتاب الاکتفاء میں فتح بزاخہ سے متعلق خلیفہ اول کا جو خط بیان ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طُلیحہ سے فارغ ہونے کے بعد خالد کو یمامہ جانے اور مُسیلمہ سے لڑنے کا حکم تھا۔ سیف کی رائے میں یمامہ کی مہم خالد کو نہیں بلکہ ایک دوسرے سردار عکرمہ بن ابی جہل کے سپرد کی گئی تھی۔

" واضح ہو کہ تمہارا ایلچی تمہارا خط لے کر آیا، جس میں تم نے بُزاخہ میں خدا کی عنایت کردہ فتح اور اسد و غطفان کی گوشمالی کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اب تم یمامہ کی طرف پیش قدمی کر رہے ہو جیسا کہ میں نے تم کو ہدایت کی ہے، اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ڈرتے رہو، اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ باپ کی طرح لطف و شفقت سے پیش آؤ۔ خالد بن ولید! بنو مغیرہ کی تمکنت سے بچتے رہنا، میں نے تمہیں سالار بنا کر اس شخص کی بات ٹال دی ہے جس کی بات کبھی نہیں ٹالی (یعنی عمر بن خطاب) جب بنو حنیفہ کے پاس پہنچو تو خوب تدبر سے کام لینا، تم اب تک ان جیسے دشمن سے مقابل نہیں ہوئے ہو، کیوں کہ ان کا کل قبیلہ اول سے آخر تک تمہارے خلاف ہے، اور ان کا علاقہ بھی بہت بڑا ہے۔ جب تم وہاں پہنچو تو سارے معاملات کا انتظام خود کرنا، اپنے میمنہ، میسرہ اور رسالوں پر مخلص افسر مقرر کرنا، رسول اللہ کے ممتاز صحابہ سے مشورہ کرنا، اور ان کے احترام و منزلت کا پورا لحاظ رکھنا، جب بنو حنیفہ صفیں درست کر کے لڑنے کے لئے آمادہ ہوں تو جیسے وہ لڑیں اسی طرح تم لڑنا: اگر وہ تیر چلائیں تو تم بھی تیر چلانا، اگر وہ نیزہ بازی کریں تو تم بھی نیزہ بازی کرنا، اور جب وہ تلوار سے لڑیں

جس کے معنی یقینی موت ہے تو تم بھی تلوار سے لڑنا، اگر خدا تمھیں فتح عطا کرے، تو خبردار ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہ کرنا، ان کے زخمیوں کا کام تمام کرنا، ان میں جو بھاگ جائیں ان کا تعاقب کرنا، اور جو تمھارے ہاتھ آجائیں ان کو تلوار کے گھاٹ اتارنا اور آگ میں جلا دینا۔ میری ان ہدایات کی خلاف ورزی نہ ہو، والسلام علیک۔" اکتفاء ص۲۵۲

۴۔ عکرمہ بن ابی جہل کے نام

طلیحہ کے بعد دوسرا اہم دشمن مسیلمہ تھا، جس کی نبوت کا سارے یمامہ میں ڈنکا بج رہا تھا، بنو حنیفہ کے دس ہزار بہادر جوان (بقول سیف چالیس ہزار) اس کے لئے خون بہانے کو تیار تھے۔ مسیلمہ نے بڑی خوش اسلوبی سے فوج کی تنظیم کی تھی، اور صرف کثیر سے اس کو مسلح کیا تھا، بنو حنیفہ میں اس کو بہت مقبولیت حاصل تھی، وہ کہتے: ہم قریش کا نبی کیوں مانیں، ہم اپنا نبی مانیں گے۔ حضرت ابوبکر نے اس کی سرکوبی کے لئے عکرمہ بن ابی جہل کو مامور کیا، عکرمہ یمامہ پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ خلیفہ نے ان کی تقویت کے لئے ایک دوسری فوج شرحبیل بن حسنہ کی قیادت میں بھیجی ہے جو عن قریب آملے گی۔ عکرمہ کی تمکنت کو یہ بات کھٹکی، وہ چاہتے تھے مسیلمہ کی تباہی کا سہرہ بلا شرکت غیرے ان کے سر بندھے، اس لئے انھوں نے شرحبیل کے آنے سے پہلے حملہ کر دیا، مسیلمہ کے جانبازوں نے مسلمانوں کی صفیں الٹ دیں، عکرمہ شکست فاش کھا کر بھاگ پڑے۔ ابوبکر کو جب اس حادثہ کی خبر ہوئی تو ان کو سخت غصہ آیا، اور انھوں نے عکرمہ کو یہ پر عتاب خط لکھا:۔

"مادر عکرمہ کے فرزند! (اس شکست کے بعد) میں ہرگز تمھاری صورت نہیں دیکھوں گا اور نہ تم میری دیکھو گے، یہاں لوٹ کر مت آنا، ورنہ لوگوں کے حوصلے پست ہوں گے، سیدھے حذیفہ اور عرفجہ کے پاس چلے جاؤ

اور ان کے ساتھ شریک ہوکر عمان اور مہرہ کے مرتد عربوں سے لڑو، اگر وہ جنگ میں مشغول ہو چکے ہوں تو تم آگے بڑھ جانا اور جن جن قبیلوں سے گذرو ان کو ارتداد سے توبہ کرا کے دائرہ اسلام میں داخل کرتے جانا حتیٰ کہ تم اور مہاجر بن اُمیہؓ یمن اور حضرموت میں ایک دوسرے سے مل جاؤ۔" سیف بن عمر۔ طبری ۳/ ۲۴۳، سیف بن عمر نے یہ خط کچھ مختلف الفاظ میں بعض دوسرے شیوخِ تاریخ کی سند پر ارتداد عمان، مہرہ اور یمن کے ضمن میں بھی بیان کیا ہے، دیکھئے طبری ۳/ ۲۶۲

دوسرا نسخہ:۔

"اُستادی جانتے نہیں شاگردی سے گھبراتے ہو، جس دن مجھے ملوگے دیکھو کیسا مزا چکھاتا ہوں، تم اس وقت تک کیوں نہ ٹھہرے کہ شرحبیل آجاتے اور ان کی مدد اور تعاون سے جنگ کرتے، اب حذیفہ کے پاس جاؤ اور ان کو مدد پہنچاؤ، اگر ان کو تمہاری پُشت پناہی کی ضرورت نہ ہو، تو یمن اور حضرموت چلے جاؤ اور مہاجر بن اُمیہ کی مدد کرو۔" ناسخ التواریخ محمد تقی، مطبوعہ بمبئی، ۲/ ۸۷۔

۵- خالد بن ولید کے نام

ربیع الاول ۱۲ھ میں یمامہ کی مشہور جنگ ہوئی جو ردّہ ہی کی سب سے بڑی جنگ نہ تھی بلکہ اس کو اگر جزیرہ نمائے عرب کی سب سے سخت جنگ کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ مسیلمہ کی فوج دس ہزار تھی اور مسلمانوں کی چھ سات ہزار اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فریقین کے پاس چالیس چالیس ہزار یا اس کے لگ بھگ سپاہی تھے۔ مسیلمہ کے جاں باز ایک مثالی لگن اور جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے برخلاف خالد کی فوج کا ایک بڑا حصہ ان عربوں پر مشتمل تھا جو

وقتی مصلحت یا رزق کی خاطر بھرتی ہو گئے تھے۔ جنگ ہوئی تو مسلمان تین بار پسپا ہوئے، مُسیلمہ کی فوج ان کے کیمپ میں گھس پڑی، قریب تھا کہ مسلمانوں کو مکمل شکست ہو، کہ مدینہ کے انصار اور مہاجر موت کو لبیک کہتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے، ان کو دیکھ کر بہت سے بھاگے ہوئے بدو بھی لوٹ آئے، قتل کا بازار گرم ہوا، مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو گیا، وہ برابر دشمن کو دباتے رہے حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے اپنے ایک باغ کی چہار دیواری میں پناہ گیر ہوا، یہاں پھر ایک خوں ریز معرکہ ہوا، جس میں مُسیلمہ اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔

ایک راوی نے جنگ کی جھلکی ان الفاظ میں پیش کی ہے:۔ بنو حنیفہ سے مسلمانوں کو جتنی سخت زک پہنچی کسی دوسرے دشمن سے نہ پہنچی تھی، وہ تو ان کے لئے زہریلی موت لے کر آئے اور ایسی تلواریں جن کو تیر اور نیزوں سے پہلے انھوں نے سونت لیا تھا، مسلمانوں نے صبر و تحمل سے مقابلہ کیا، لیکن مقابلہ کا دارومدار اس دن پرانے اور آزمودہ کار مسلمانوں (انصار و مہاجر) پر تھا۔ اُس دن عبّاد بن بشر خارشی چیتے کی طرح بپھرے پھرتے اور للکار کر کہتے: "ہے کوئی جو مجھ سے ٹکر لے۔" ان کے سامنے ایک جوشیلا حنفی جوان چنگھاڑتے اونٹ کی طرح آتا اور کہتا: آجا خزرجی، تو سمجھتا ہوگا ہم بھی اُن کی طرح بزدل ہیں جن سے پہلے تیرا سابقہ پڑا ہے۔" عبّاد اس کی طرف بڑھتے، حنفی سبقت کر کے حملہ کر دیتا، اور تلوار کا وار کرتا جس سے خود اُسی کی تلوار ٹوٹ جاتی، اور عبّاد کو کوئی گزند نہ پہنچتا، پھر عبّاد تلوار کا وار کرتے اور حنفی کے پیر کاٹ کر آگے بڑھ جاتے۔ حنفی سخت مشکل سے گھٹنوں پر کھڑا ہوتا اور آواز دیتا: شریف زادے میرا خاتمہ کرتے جاؤ۔" عبّاد لوٹتے اور اس کی گردن مار دیتے۔ پھر دوسرا حنفی مرنے والے کی جگہ لے لیتا، وہ اور عبّاد گھوم پھر کر ایک دوسرے پر وار کرتے۔ عباد کا جسم پہلے سے زخموں سے چور ہوتا عباد (اس کے شانہ پر) ایسا سخت وار کرتے کہ اس کا پھیپھڑا نظر آنے لگتا، اور کہتے: "لے میرا یہ وار، میں ہوں ابن وقش!"۔ پھر وہ حنفیوں کو زخمی کرتے آگے بڑھتے چلے جاتے۔" (ضمرہ بن سعید مازنی۔ الکنفار صفحہ ۲۵۵ ج ۱)

اب سُنیئے خالد بن ولید کی ماتحتی میں ایک دوسرے راوی کی زبانی: میں بیس معرکوں میں شریک ہوا، لیکن بنو حنیفہ نے جیسی کڑی

میں جس صبر سے تلوار کے وار سہے، اور جس مہارت سے تلوار کے جوہر دکھائے، اور جس پامردی سے وہ میدان میں ڈٹے رہے، اس کی مثال کہیں نہیں دیکھی۔" (الاکتفا، ص ۲۵۷)

بارہ سو سے زیادہ مسلمان قتل ہوئے اور کئی ہزار زخمی۔ ایک شخص نے جو جنگ میں شریک تھا بیان کیا کہ زخمیوں کی اتنی کثرت تھی کہ نماز با جماعت میں خالد کے ساتھ معدودے چند مہاجر اور انصار ہوتے تھے۔ (الاکتفا، ص ۲۵۲)

یمامہ کے قریب پہنچ کر خالد نے ایک طلیعہ گردوپیش کے حالات معلوم کرنے فوج سے آگے بھیج دیا تھا، اس وقت یمامہ کا ایک معزز سردار مُجّاعہ بن مُرارہ تیئیس ۲۳ آدمیوں کے ساتھ ایک مہم سے فارغ ہو کر وطن (یمامہ) واپس آرہا تھا۔ طلیعہ نے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا اور اور خالد کے پاس لائے، مُجّاعہ نے کہا ہم نہ تو مسلمانوں کے دشمن ہیں، نہ حنفیوں کے جاسوس، ہم اپنے قبیلہ کے ایک مقتول کا قصاص لینے گئے تھے، میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوچکا ہوں اور اسلام پر قائم ہوں۔" خالد نے مُجّاعہ کے ساتھیوں سے مُسیلمہ کے بارے میں رائے لی تو انھوں نے کہا وہ خدا کا رسول ہے۔ خالد نے اُن سب کو قتل کرادیا کسی نے سفارش کی کہ مُجّاعہ کو زندہ رکھیے، وہ بنو حنیفہ کا لیڈر ہے، آپ کی لڑائی اور صلح دونوں میں اس سے قیمتی مدد مل سکتی ہے۔ خالد نے مُجّاعہ کے بیڑیاں ڈلوادیں۔ جلد ہی خالد کو اس کے اخلاص اور دانائی کا معترف ہونا پڑا، مُجّاعہ، خالد کا مُشیر اور مقرب بن گیا۔ مُجّاعہ کے ایک لڑکی تھی جس کے جمال کی سارے یمامہ میں دھوم تھی۔ خالد اُس پر ریجھے ہوئے تھے۔ جنگ سے فارغ ہو کر انھوں نے مُجّاعہ کو شادی کا پیغام دے دیا۔ مُجّاعہ نے پیغام تو قبول کرلیا لیکن کہا: کچھ دن ٹھہر جاؤ، جنگ کے زخم مندمل ہوجائیں اور ماتم کی صفیں اُٹھ جائیں۔ اس کو اندیشہ تھا کہ اگر اس قدر جلد شادی کردی گئی تو خلیفہ اور مسلمان دونوں کو یہ بات کھٹکے گی۔ پر خالد نہ مانے۔ شادی ہوگئی، پہلے تو خالد کی فوج کے مہاجر و انصار نے جو اپنے پیاروں کی موت پر سوگوار بیٹھے تھے، اور جن کے کیمپ میں ہزاروں زخمی درد سے کراہ رہے تھے، شادی کو ناپسند کیا اور پھر اس کی شکایت خلیفہ کو بھی پہنچادی۔

ابو بکر آزردہ ہوئے، اور عمر بن خطاب نے خالد کی نفس کوشی اور بے اعتدالی پر روشنی ڈال کر ان کی طبیعت کو اور زیادہ مکدر کر دیا۔ پھر بھی ان کا عقلی توازن نہ بگڑا، انھوں نے کوئی تعزیری کارروائی نہیں کی، بلکہ اس سرزنش پر اکتفاء کیا:-

"مادرِ خالد کے فرزند! تم بڑے بے صبرے ہو۔ عورتوں سے شادی رچاتے ہو اور لطف اندوز ہوتے ہو، حالانکہ تمھارے دروازہ پر بارہ سو مسلمانوں کا خون خشک بھی نہیں ہونے پاتا! پھر مُجّاعہ نے تم کو دھوکا دے کر صحیح طریقِ کار سے تم کو باز رکھا، اور اپنی قوم (بنو حنیفہ) کی طرف سے صلح کی حالانکہ خدا نے پوری طرح ان کو تمھارے بس میں کر دیا تھا...

... یہاں راوی خط کو ادھورا چھوڑ دیتا ہے یہ کہہ کر کہ اس کا مکمل مضمون وثیمہ نے اپنی کتاب الردّۃ میں بیان کیا ہے۔ (الکتفار صفحہ ۲۲ و ابن اسحاق طبری ۳/۲۵۴، صرف خط کشیدہ حصہ)

مُجّاعہ کی صلح اور دھوکہ کا قصہ یہ ہے کہ جنگ کے خاتمہ پر خالد مُجّاعہ کو لے کر مُسیلمہ کی لاش تلاش کرنے نکلے، جو میدانِ جنگ میں سینکڑوں لاشوں کے درمیان کہیں پڑی ہوئی تھی جب مُجّاعہ نے خالد کو لاش دکھائی تو انھوں نے کہا: "یہ ہے وہ شخص جس نے تمھیں تباہ کرایا! حنفی بھی کتنے احمق ہیں، اس حقیر آدمی (مُسیلمہ چھوٹے قد کا بھدّا سا آدمی تھا) کی باتوں میں آکر تباہ ہو گئے۔" مُجّاعہ نے کہا: یہ سب تو ہوا، لیکن تم یہ نہ سمجھنا کہ ان کے لیڈر کے قتل سے جنگ ختم ہو گئی، بجز تم سے لڑنے ابھی ان کے اگلے دستے آئے ہیں، ان کے اکثر جوان اور خاندانی لوگ قلعوں میں موجود ہیں۔ (الکتفار ص ۲۵۹ و ابن اسحاق - طبری ۳/۲۵۱)

مُجّاعہ کی ان باتوں نے اگرچہ خالد کو تشویش میں ڈال دیا پھر بھی انھوں نے اپنے رسالوں کو تیار ہونے کا حکم دے دیا۔ راوی کہتا ہے کہ مسلمان بنو حنیفہ سے لڑنا نہیں چاہتے تھے، وہ لڑائی سے تنگ آگئے تھے، ان کی بڑی تعداد قتل ہو چکی تھی، اور جو زندہ بچے ان میں سے اکثر زخمی تھے۔ اس وقت مُجّاعہ نے حکمت سے کام لیا اور خالد سے کہا: میں تمھارا بھلا چاہتا ہوں، تم

اور بنو حنیفہ بُری طرح پِٹ چکے ہو، آؤ میں ان کی طرف سے سمجھوتہ کرتا ہوں"۔ راوی کہتا ہے: اہل سابقہ یعنی اسلام کے پُرانے شیدائی اور آزمودہ کار صحابہ کے قتل سے خالد کی فوجی طاقت بہت کم ہو گئی تھی، اس کے علاوہ اونٹ اور گھوڑے چارے کی قلت سے بے حد کمزور ہو گئے تھے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ کوئی باعزت سمجھوتہ ہو جائے۔ سمجھوتہ ہو گیا، جس کی رو سے بنو حنیفہ کو اپنا سارا سونا، چاندی، ہتیار، گھوڑے اور قبیلے کے آدھے آدمی مسلمانوں کو دینا پڑے، اس سمجھوتہ کے بعد جب خالد، مُجّاعہ کے ساتھ حنفیوں کی بستیوں میں گئے اور اُن کے قلعوں کو دیکھا تو وہاں بس عورتیں، بچے اور دور از کار مرد تھے۔ یہ دیکھ کر خالد کو غصہ آیا اور انھوں نے مُجّاعہ سے کہا: تم نے مجھے دھوکا دیا یعنی کہاں ہیں سورماؤں اور جوانوں کے وہ دَل جن کی تم نے دھمکی دی تھی۔ مُجّاعہ نے کہا "اپنی قوم کے مفاد کے لئے ایسا کرنے پر مجبور تھا"۔ اس صلح کے ساتھ ہی سارے حنفی مسلمان ہو گئے۔ (الکتفاء صـ ۲۶۰)

خالد کا جواب

مُجّاعہ کی لڑکی سے شادی پر حضرت ابو بکر کا مذکورہ بالا مراسلہ جب خالد کو موصول ہوا تو انھوں نے کہا: یہ سب عمر کی شرارت ہے"۔ (عمر سے ان کی کھٹکی ہوئی تھی) انھوں نے اپنی براءت کے لئے خط ذیل لکھا۔ اس کے مضمون سے مترشح ہوتا ہے کہ ابو بکر نے سرزنش نامہ میں (جس کا صرف ادھورا حصہ راوی نے بیان کیا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر پڑھا) چار اعتراض تھے:

(۱) خالد نے مُجّاعہ کی لڑکی سے جنگ ختم ہوتے ہی شادی کی۔

(۲) جنگ کی ناقص قیادت کی یا جنگ کے خطروں سے خود الگ تھلگ رہے

(۳) اپنی فوج کے کئی سو شہیدوں پر نہ ماتم کیا نہ ان کا سوگ منایا۔

(۴) مجاعہ کے دھوکہ میں آگئے۔

"میری جان کی قسم، میں نے اس وقت تک عورتوں سے شادی نہیں کی جب تک فتح اور کامرانی کی مسرت پوری طرح مجھے حاصل نہ ہو گئی اور کیمپ سے نکل کر گھر کے ماحول میں منتقل نہ ہو گیا۔ میں نے ایسے شخص سے رشتہ جوڑا ہے جس کے پاس اگر مدینہ سے پیغام دینے مجھے آنا پڑتا تو میں پرواہ نہ کرتا۔ آپ کی یہ شکایت کہ میں نے اپنی فوج کے شہیدوں کا حقِ ماتم ادا نہیں کیا (خط کی عبارت سے یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے) تو بخدا ان کی موت پر مجھے بے پایاں صدمہ ہوا، اور اگر کسی کا غم زندوں کو بقیدِ حیات رکھ سکتا، اور کسی کا ماتم مُردوں کو بقیدِ حیات لا سکتا تو میرا غم اور ماتم ضرور یہ اثر دکھاتے۔ (آپ یقین کیجئے) شوقِ شہادت مجھے ایسے ایسے خطروں میں لے گیا جہاں بچنے کی امید نہ رہی تھی، اور موت کا یقین ہو گیا تھا۔ آپ کا یہ کہنا کہ مُجّاعہ نے دھوکا دے کر مجھے صحیح طریقِ کار سے باز رکھا تو عرض یہ ہے کہ میں نے کبھی اپنی رائے کو غلط نہیں سمجھا، پھر مجھے غیب کا علم بھی نہ تھا (جو مُجّاعہ کے دھوکہ کو پہلے سے معلوم کر سکتا) سمجھوتہ سے بلاشبہ خدا نے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا، ان کو زمین (بنو حنیفہ کی) کا وارث بنا دیا اور ان کو اہل تقویٰ کے انعام عطا کئے۔ (بنو حنیفہ کا سونا چاندی اور سامان)

مشہور صحابی ابو برزہ اسلمی یہ خط لے کر مدینہ آئے، اس کو پڑھ کر حضرت ابو بکر کا اشتعال کچھ دھیما پڑا، راوی کہتا ہے کہ حضرت عمر پر اس کا اثر مطلق اچھا نہ ہوا، وہ پہلے کی طرح خالد کو بُرا بھلا کہتے رہے اور اس میں کچھ دوسرے سربرآوردہ قریشی بھی شامل تھے۔ ابو برزہ سے نہ رہا گیا انھوں نے کھڑے ہو کر خالد کی حمایت میں تقریر کی جس سے ابو بکر کا غبارِ خاطر کافی کم ہو گیا۔

اکتفاء میں خالد کا ایک اور خط جنگ یمامہ کے ضمن میں بیان ہوا ہے۔ ان کی فوج کے چند صحابہ اُس سمجھوتہ کے خلاف تھے جو اُنھوں نے مجّاعہ سے کیا تھا اور جس کی رُو سے بنو حنیفہ کے باقی مرد قتل ہونے سے بچ گئے تھے۔ صحابہ کی دلیل تھی کہ سمجھوتہ خلیفہ کی ہدایات کے خلاف ہے، ہدایات کا تقاضہ ہے کہ بنو حنیفہ کے سارے بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ خالد کہتے: آپ کی دلیل سر آنکھوں پر، لیکن حالات ایسے ہیں کہ ان ہدایات پر عمل نہیں ہو سکتا۔ سمجھوتہ ہو گیا اور صحابہ کو شکایت باقی رہی۔ خالد کو اندیشہ تھا کہ صحابہ کی مخالفت حضرت عمر تک متعدی ہو کر رہے گی اور وہ ضرور خلیفہ کو بھڑکائیں گے، لہذا انھوں نے مناسب سمجھا کہ خلیفہ کو ان استثنائی حالات سے باخبر کر دیں جن کے زیر اثر وہ صلح کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، خلیفہ رسول اللہ ابو بکر کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے۔" بخدا میں نے حنفیوں سے اس وقت تک صلح نہ کی جب تک میری فوج کے وہ لوگ قتل نہ ہو گئے جن پر میری قوت کا دارومدار تھا، جب گھوڑے سوکھ کر کانٹا ہو گئے اور اونٹ بھوکوں مر گئے۔ جنگ میں اتنے مسلمان مارے گئے اور اتنے زیادہ زخمی ہوئے کہ اس ڈر سے کہیں وہ ہار نہ جائیں (یا سب کے سب قتل نہ کر دئے جائیں) میں بھیس بدل کر تلوار سونت کر انتہائی خطروں میں گھس پڑتا تھا بالآخر خدا نے فتح عنایت کی۔ شکر ہے اُس کا۔"
اکتفاء صہ ۲۳۱

اس خط کی عبارت میں اضطراب و تکرار ہے جس کو ترجمہ میں ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

خالد بن ولید کے نام

یہ مراسلہ اس وقت موصول ہوا جب خالد کا مجاعہ سے سمجھوتہ ہو چکا تھا، راوی کہتا ہے کہ اس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ بعض صحابہ شروع سے ہی سمجھوتہ کے خلاف تھے کیونکہ ان کے خیال میں یہ سمجھوتہ خلیفہ کی منشا اور ہدایات دونوں کے خلاف تھا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ فتح بزاخہ کی خبر پاکر حضرت ابوبکر نے خالد کو جو مراسلہ بھیجا تھا اس کے آخر میں یہ الفاظ تھے: اگر خدا تم کو بنو حنیفہ پر فتح عطا کردے تو خبردار جو ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، ان کے زخمیوں کا کام تمام کرنا، ان میں سے جو بھاگ جائیں۔ ان کا تعاقب کرنا اور جو تمہارے ہاتھ آئیں ان کو تلوار کے گھاٹ اتار دینا اور آگ میں جلا دینا۔" مراسلہ ذیل پاکر انھوں نے خالد پر بہر زور ڈالا کہ سمجھوتہ توڑ دیا جائے اور بنو حنیفہ کے قلعوں کا محاصرہ کرکے بزورِ شمشیر فتح کیا جائے اور ان کے سارے بالغوں کو قتل کر دیا جائے، پر خالد کیسے سمجھوتہ توڑتے، نقض عہد کی قرآن اور رسول دونوں نے سخت مذمت کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ مسلمان فوج اس درجہ کمزور اور ان کے گھوڑے ایسے نڈھال ہیں کہ وہ کوئی عسکری مہم انجام نہیں دے سکتے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ہرگز سمجھوتہ نہ کرتا۔

"میرا خط پاکر تدبر سے کام لینا، اور اگر خدا بنو حنیفہ پر تم کو فتح عطا کر دے تو ان کے کسی بالغ مرد کو زندہ نہ چھوڑنا۔" (الاکتفا صفحہ ۲۶)

قرآن مجید معجز نما متوسط مترجم عکسی بدو ترجمہ

کاغذ دیسی گلیز۔ سائز ۲۰×۳۰/۸

ہدیہ بلا جلد عہ | پارچہ عہ ۱۲/ | چرمی | عہ ۱۲/